نہ لاؤ کبھی یاس کی گفتگو ۔ کہ قرآن میں آیا ہے لا تقنطوا

زنانہ ملبوسات کی سلائی کیلئے

ہر قسم کے زنانہ کپڑوں کی سلائی کیلئے ہماری خدمات حاضر ہیں۔

بہترین سلائی کیلئے آج ہی فون کریں۔

بیگم الطاف فون نمبر 291-4835

12 DUNSFOLD DR. SCARBOROUGH, ONTARIO.

۷ دسمبر ۱۹۸۱ء

THE MESSENGER
FORTNIGHTLY NEWSPAPER

پیغامبر

پبلشر و ایڈیٹر: سہیل اختر
فون نمبر
Tel. (416) 267-8006

جلد ۵ شمارہ ۲۳

کالعدم سیاسی جماعتوں کے ایجنٹوں کو تعلیمی اداروں میں انتشار پھیلانے کی اجازت نہیں دی جائیگی

اساتذہ کے مسائل حل کرنے کے لئے ہر ممکن اقدام کیا جائے گا: ہوتی

"میں یہاں کی قدرتی خوبصورتی اور لوگوں کے خلوص سے بے حد متاثر ہوئی ہوں"

جنرل ایورن کی صاحبزادی مس میری ایورن کا خصوصی انٹرویو

درجنوں افراد کو جرمنی اور استنبول کے ایرپورٹ پر پہنچا کر چھوڑ دیا گیا

تحقیقاتی ادارے نے تین منظم گروہوں کے خلاف مقدمات درج کر لئے

پولیس پارٹی لالہ اسد کے ایک بھائی کی تلاش میں روانہ کر دی گئی

ایرپورٹ سیکیورٹی فورس کا ایک سب انسپکٹر الذوالفقار تنظیم کو اہم شخصیتوں کی آمد سے باخبر کرتا تھا

پاکستان سرحدوں پر فوجیں مستحکم کر رہا ہے اندرا گاندھی کا الزام

بھارت ہنگامی صورتحال سے نمٹنے کے انتظامات کر رہا ہے، وزیر مملکت برائے دفاع کا بیان

علیحدگی پسندوں کی تحریک اب بھی خطرناک ثابت ہو سکتی ہے، حسنین ہیکل

فلپائن میں شدید زلزلہ

منیلا ۔۔۔ شمالی فلپائن کا وسیع علاقہ رات زلزلے سے لرز اٹھا، تاہم فوری طور پر کسی نقصان کی اطلاع نہیں ملی ہے۔ ریکٹر سکیل پر اس زلزلے کی شدت ۶.۳ تھی۔ زلزلے کا یہ جھٹکا زیادہ تر انتہائی شمالی علاقوں میں محسوس کیا گیا جس میں لاؤاگ کا شہر بھی شامل ہے۔

خالصتان کی تحریک کو بیرونی ذرائع سے امداد مل رہی ہے، نرسمہا راؤ

نامعلوم افراد نے فرانس کے فوجی اڈے سے اسلحہ لوٹ لیا

پاکستان کو دفاعی و اقتصادی لحاظ سے مضبوط بنایا جائے

مضبوط پاکستان تمام مسلم ممالک کی مضبوطی کا باعث ہوگا، کویت کے اخبار کا تبصرہ

۱۹ دہشت پسندوں کو ۲۳۱ سال قید کی سزا

بھارت واپس جانے والے سفارتی عملے میں کوئی افسر شامل نہیں

پاکستانی سفارت خانوں کی تنظیم نو کی جائے گی، اسلام اور نظریہ پاکستان کے حامیوں کو نمائندہ بھیجا جائیگا

ٹورانٹو کے حساس شاعر تجمل طارق بانی کی کہانی ابن آدم کی زبانی
پیغامبر کے آئندہ شمارہ میں پیش کی جائے گی (ادارہ)

احوالِ وطن — ایم بی سکندر

بھارت کو عالمی بنک کی جانب سے تاریخ کا سب سے بڑا قرضہ

ط

ظ ایک ہم ہیں کہ لیا اپنی ہی صورت کو بگاڑ
ایک وہ ہیں جنہیں تصویر بنا آتی ہے
یہ دلی حسرت کب پوری ہوگی

نہ معلوم کہ حکومت ملک کی خوش حالی اور ترقی کے بارے میں جو آئے دن اعلانات کرتی رہتی ہے ان کا اثر کہیں روزمرہ کی زندگی میں عملی طور پر بھی دیکھنے میں، اقتصادی خوش حالی کے اعلانات یا تو حکومت کی طرف سے ہوتے ہیں یا ان کی تصدیق امریکی اخبارات کی خبروں کے ذریعے عوام تک پہنچتی ہے۔ روزمرہ کی زندگی میں مہنگائی، رشوت، کنبہ پروری، ناانصافی کے جو مظاہر دیکھنے میں آتے ہیں وہ عوام کی آپ بیتی ہے اور اس آپ بیتی کی روشنی میں یہ سب اعلانات بے اثر ہو کر رہ جاتے ہیں۔ تیل اور بجلی کی قیمتوں میں حالیہ اضافے نے عوام کی رہی سہی اقتصادی سکت کو بھی ختم کر دیا ہے اور تنخواہ دار طبقہ پر تو فاقوں کی نوبت آنے لگی ہے۔ جو لوگ بیکار ہیں نہ معلوم ان کی گزر بسر کیسے ہوتی ہوگی۔ عام طور پر روایت یہ ہے سالانہ بجٹ کے بعد حکومت کوئی نئے ٹیکس نہیں لگاتی۔ اور سال رواں کے بجٹ کے موقع پر وزیر خزانہ جناب غلام اسحاق خان نے پریس کانفرنس میں اس کی یقین دہانی بھی کرائی تھی۔ تیل اور بجلی کے نرخوں میں حالیہ اضافہ نہ صرف یہ کہ اس روایت کی خلاف ورزی ہوئی ہے بلکہ عوام پر بھی عرصہ حیات تنگ ہوگیا ہے۔ ان اضافوں کا جو اثر روزمرہ کی ضروریات پر پڑتا ہے اسے کوئی بھی نہ روک سکے گا۔ اور اشیائے صرف اور کرایوں پر ان کا اثر ظاہر ہونا شروع بھی ہوگیا ہے۔ ان اضافوں سے پیداوار میں مزید کمی ہوگی۔ جس سے اشیاء کے نرخ مزید بڑھیں گے۔ ایک ہی دن میں سبزیوں کے نرخ تک بڑھ گئے ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حکومت تجارتی بنیادوں پر کام کر رہی ہے۔ یعنی ادھر عالمی طور پر کسی چیز کے نرخ بڑھے اور ادھر اضافہ حکومت نے عوام سے وصول کرنے کا منصوبہ بنا لیا۔ عالمی بنک اپنے قرضے کے ساتھ سب سے اول یہ شرط عائد کرتا ہے کہ عوام کو زندگانی کی صورت میں جو رعایت دی جاتی ہے اسے ختم کیا جائے اور حکومت اپنی اقتصادی پالیسیاں ان ہدایات کی روشنی میں تشکیل دینے پر مجبور ہو جاتی ہے۔ حالانکہ ہمارے ہمسایہ بھارت ہمیشہ ایسی ہدایات پر عمل کرنے کا وعدہ تو کرتا ہے لیکن عملاً وہی کرتا ہے جو اس کے ملک و قوم کے مفاد میں ہوتا ہے۔ حال ہی میں بھارت کو عالمی بنک نے اپنی تاریخ کا سب سے بڑا قرضہ منظور کیا ہے جس کی مالیت ۵ ارب ۵۰ کروڑ ڈالر ہے یعنی ۸۸ ارب روپے۔ حیرت تو یہ ہے کہ پاکستان کے سب سے بڑے حلیف امریکہ نے بھی اس قرضہ کو روکنے سے احتراز کیا اور یہ قرضہ متفقہ طور سے منظور کر لیا گیا۔ اس میں سے ۲۵ کروڑ ڈالر تو فوری طور پر ادا کر دیئے جائیں گے اور ۳۵ کروڑ ڈالر ایک ماہ بعد دیئے جائیں گے۔ اور باقی رقم تین سال کی مدت میں پوری کی جائے گی۔ واپسی ادائیگی چار سال بعد شروع ہوگی۔ اور سود کی شرح ۱۰ فیصد ہوگی۔ یعنی اس شرح سے بھی کم جو پاکستان اپنی اقتصادی امداد کے لئے ادا کر رہا ہے۔ اور جو چھ دہ فیصد ہے۔ امریکہ میں آج کل سود کی عام شرح ۹ فیصد ہے۔ بھارت کو یہ قرضہ امریکہ کی اس پالیسی کے باوصف دیا گیا ہے جسے ریگن کی اقتصادی پالیسی کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ یعنی ترقی پذیر ممالک پہلے اپنے گھروں کو درست کریں اور ترقی کی جانب پالیسیاں بنائیں کیونکہ بقول مسٹر ریگن بیرونی امداد چاہے کتنی ہی کیوں نہ ہو ترقی پذیر ممالک کے اقتصادی حالات سدھارنے میں ناکام رہے گی۔ کیا اس اصول کا اطلاق بھارت پر نہیں ہوتا! اس امداد کے نتائج سے امریکہ بھی بے خبر نہیں۔ بھارت اس قرضے سے اپنے منصوبوں کی تکمیل کرے گا اور اس مد سے فنڈز بچا کر اسلحہ کی خریداری پر صرف کرے گا۔ بھارت کو اس وقت میراج... ۲۰۰۰ خریدنے کے لئے سرمایہ کی اشد ضرورت ہے۔ جو اسے اندرون ملک سے میسر نہیں آرہا۔ کیا امریکہ کا یہ اقدام کسی طرح بھی

امریکی خدمات کے عوض فلسطینیوں کے لئے ایک الگ وطن حاصل کرنے میں کامیاب ہو جاتے تو ان کی بات رہ جاتی۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ آج امریکہ، اسرائیل اور دیگر مغربی ممالک کے لئے فلسطینیوں کی خاطر ایک الگ وطن سے انکار ممکن ہی نہیں رہا۔ لیکن یہ بات اگر صدر سادات کے ذریعے پایہ تکمیل کو پہنچتی تو وہ یوں مایوس ہو کر نہ مرتے۔ اور عالم عرب جو صدر سادات کی موت پر توجہ کرتا ان کی موت پر آسودگی محسوس نہ کرتا۔ ویت نام میں امریکی

اور اس نے بغیر وقت ضائع کئے اسے اسلحہ کی خریداری میں لگا دیا

دوستانہ قرار دیا جا سکتا ہے!

امریکہ کی دو رخی پالیسی خود امریکہ کے لئے نقصان رساں ہوگی۔ اس سے پاکستان کا کباڑہ ہو رہا ہے۔ بھارت مغربی جرمنی سے آبدوزیں خرید رہا ہے اور برطانیہ سے لیزر پر طیارے۔ برطانیہ سے ایک طیارہ بردار کروزر خریدنے کی تجویز بھی ہے ظاہر ہے کہ ان سب منصوبوں کے لئے سرمایہ کی فراوانی ہے اور یہ سب سرمایہ بالواسطہ طور پر امریکہ اور آئی ایم ایف کے ذریعے بہم پہنچایا جا رہا ہے۔ جس کے سعودی عرب اور کویت اہم ممبر ہیں۔ آخر یہ ہتھیار کس کے خلاف استعمال ہوں گے۔ بھارت چینی سرحد تو اتنی دشوار گزار ہے کہ وہاں دو یا تین ڈویژن سے زیادہ فوج کارآمد ہو ہی نہیں سکتی۔ کیا بھارت کی بحری فوج کی یہ تیاریاں ہمالیہ کی ترائیوں میں استعمال کے لئے کی جا رہی ہیں۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ پاکستان نے امریکہ سے تجدید تعلقات کرکے مفت کی بدنامی مول لے لی ہے۔ ایف ۱۶ طیارے جو فوری طور پر پاکستان کو بھیجے جا رہے ہیں، وہ بھی زمین سے فضا میں مار کرنے والے سامان کی کمی کی وجہ سے پہنچنے میں صرف چھ سے آٹھ گھنٹے پرواز کر سکیں گے۔ واشنگٹن پوسٹ ابھی یہ مدت پرواز ختم ہو جانے کی صورت میں یہ طیارے محض کھلونے بن کر رہ جائیں گے۔ دراصل امریکہ، بھارت سے اتنا مرعوب ہو چکا ہے کہ وہ کھل کر پاکستان کی حمایت نہیں کر رہا۔ اور اسی طرح پاکستان کے لئے مفید ثابت ہونے کی بجائے الٹا نقصان دہ ثابت ہو رہا ہے۔ امریکہ کی اسی مرعوبیت کی وجہ سے بھارت پاکستان کی عدم جارحیت کی پیش کش کو خاطر میں نہیں لا رہا۔ آج صدر مملکت جنرل محمد ضیاء الحق کی اس پامردی اور اس حوصلہ کی تعریفیں کی جا رہی ہیں جس کا ثبوت وہ روس کے مقابلے میں دے رہے ہیں۔ لیکن کیا امریکہ نے صدر سادات سے وفا نہیں کی۔ امریکہ کی خاطر دوستی میں صدر سادات مرحوم نے پوری عرب دنیا کو اپنا دشمن بنا لیا تھا۔ لیکن کیا امریکہ نے صدر سادات کی خاطر مسئلہ فلسطین کے حل کے لئے اسرائیل پر کبھی دباؤ ڈالا؟ اگر صدر سادات

حامیوں کا کیا حال ہوا۔ اور کس طرح اپنی برادری سے کٹ گئے۔ ڈر ہے کہ کل کہیں پاکستان کا بھی یہی حال نہ ہو۔ آج پاکستان مغربی سرحد پر کتنی سنگین اور نازک صورت حال سے دوچار ہے اور جس طرح خانہ جنگی کی حالت میں ہے اس کا احساس امریکہ کی انتظامیہ کو کما حقہ اب تک نہیں ہو سکا۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ پاکستان ہتھیاروں میں خود کفیل اور صنعتی طور پر خود مکتفی ہونے کے باوجود ان دو محاذوں پر بیک وقت عہدہ برآ نہیں ہو سکتا تھا چہ جائیکہ موجودہ حالات میں جو اس کے بالکل برعکس ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ پاکستان نے عدم جارحیت اور جنگ نہ کرنے کے معاہدے کی پیش کش کی ہے۔ اس وقت بھارت دیکھو اور انتظار کرو کے مقولہ پر عمل کر رہا ہے۔ اور پاکستان کے حالات سے پورا پورا فائدہ اٹھانا چاہتا ہے۔ ایک طرف وہ امریکی رائے عامہ کو گمراہ کر رہا ہے جو اتنی موثر ہے کہ سعودی عرب کو اواکس دلانے کے لئے صدر ریگن کو غلط اور نامناسب طریقے استعمال کرنے پڑے تا کہ وہ اس رائے عامہ کا توڑ کر سکیں۔ آج پاکستان کے معاہدے کو بھی اس رائے عامہ کا سامنا ہے اور پھر مسز گاندھی کی مسٹر ریگن سے ملاقات میں وزیر اعظم بھارت نے مسٹر ریگن کو مرغ سے "گلابی" ہو جانے کی جو امید دلائی ہے اس کے پیش نظر پاکستان کے ساتھ جو بھی پیش آئے کم ہے۔ کیا بھارت کے ذرائع ابلاغ کی حالیہ روش سے یہ بات واضح نہیں ہو جاتی کہ مسز اندرا گاندھی کوئی دُکری فیصلہ کر چکی ہے۔ اسے ایک طرف روس کی سیاسی سرمایہ کاری کی قیمت بھی ادا کرنی ہے امریکہ کی رائے عامہ کو اس دنیا کی سب سے بڑی جمہوریت کے نام پر گمراہ کرنا ہے اور جنوبی ایشیا میں سیاسی بالادستی حاصل کرنے کے لئے اپنا الو بھی سیدھا کرنا ہے۔ اندرون ملک ان کے دوروں نے واضح کر دیا ہے کہ بھارت کے عوام آزاد کشمیر کے بارے میں بہت حساس ہیں۔ اس لئے وہ اس طرف پیش قدمی کے بارے میں سنجیدگی سے سوچ رہی ہیں۔ ان کے اس اقدام سے کابل میں مجاہدین کا زور کم ہو جانے کی بھی امید ہے۔ جس کا روس شدت سے خواہاں ہے۔ دوسرے اس محاذ پر کامیابی سے وہ ایک مرتبہ پھر اس دیوی ماتا کا درجہ حاصل کر سکیں گی جس سے انہیں ۱۹۷۱ء میں نوازا گیا تھا۔ مسز گاندھی کو پاکستان کے خلاف ایک بڑا عذر، پاکستان میں فوجی حکومت کی موجودگی ہے۔ وہ بار بار کہتی ہیں کہ بقول ان کے بھارت اور پاکستان کے درمیان ساری جنگیں فوجی حکومتوں کے دور میں ہوئیں اور اب بھی موجودہ حکومت کی وجہ سے ہی ایک اور جنگ کا امکان قوی ہے۔ پاکستان نے بھارت کے اس الزام

کو مسترد کرنے کے لئے عدم جارحیت کی پیش کش کرکے اس دلیل کو بے اثر بنا دیا ہے۔ لیکن اگر بھارت ہی جارحیت پر تلا ہوا ہے تو پھر پاکستان کے لئے سوائے اپنے دفاع کے اور چارہ کار کیا رہ جاتا ہے۔ اس لئے موجودہ صورت حال میں حکومت پاکستان کے لئے اشد ضروری ہے کہ:

۱۔ وفاقی مشاورتی کونسل کو زیادہ سے زیادہ نمائندہ حیثیت دی جائے۔ ملک کے سب سیاست دان فرداً فرداً وفاقی مشاورتی کونسل کی مجوزہ صورت میں تشکیل کی مخالفت کر چکے ہیں۔ یہ خبریں علانیہ مغربی ذرائع ابلاغ سے نشر ہوتی ہیں اور کوئی راز کی بات نہیں۔ اس لئے یوں نظر آتا ہے کہ کونسل کا قیام سعیٔ لاحاصل ثابت ہوگی۔ اس کی بجائے کل جماعتی سیاسی جماعتوں کی ایک گول میز کانفرنس کی تجویز زیادہ مناسب رہے گی۔ سیاستدانوں کو حالات کی نزاکت کا پورا پورا احساس ہے اور وہ حب وطن سے اتنے عاری اور تہی دامن نہیں کہ صدر مملکت سے کسی بات میں تعاون ہی نہ کریں۔ ملک کا سب سے بڑا سیاسی مسئلہ سیاسی سرگرمیوں کا احیاء، سنسر سپ کی پابندیوں میں نرمی اور مارشل لاء کی بہتر صورت میں تبدیلی ہے۔ اس کے لئے ایک لیگل فریم ورک آرڈر تشکیل دیا جا سکتا ہے...!

۲۔ سوویت روس کی طرف مزید جرأت مندانہ پیش قدمی سے روسی عناد کو کم کیا جا سکتا ہے روس کی ۶۴ ویں سالگرہ کے موقع پر صدر مملکت نے خود روسی سفارت خانے میں جا کر جو مبارکباد پیش کی ہے وہ ایک انتہائی اچھا اقدام ہے۔ ہم روس سے تعلقات سنوار کر ہی بھارت کے جارحانہ عزائم کے آگے رکاوٹ کھڑی کر سکتے ہیں۔ روس اور کابل کی یہ پیش کش کہ کارمل حکومت کی بجائے کارمل کی پارٹی کو مذاکرات کی بنیاد کے طور پر استعمال کیا جائے اب تک قائم ہے۔ اس میں پاکستان کا وقار بھی بحال رہتا ہے اور گفت و شنید بھی شروع کی جا سکتی ہے۔ اب تو ایران بھی قضیہ افغانستان میں بھرپور دلچسپی لے رہا ہے۔ اور اقوام متحدہ کی سطح پر بھی اس کا حل شروع ہو چکا ہے۔ قضیہ افغانستان کا سیاسی حل اب افغانستان اور روس کی اشد ضرورت بن چکی ہے۔ اس لئے روس اس حل کے لئے بھارت کو بھی کسی حد تک نظر انداز کرنے پر راضی ہو جائے گا۔ پاکستان کے داخلی سیاسی

امریکہ چاہتا تو عالمی بنک کی سفارشات کو ویٹو کر سکتا تھا مگر اس نے صرف "پاکستان سے اپنے غیر متزلزل عشق" کا ثبوت دینے کے لئے ایسا نہ کیا!

حالات اور اقتصادی غیر یقینی کیفیت اس بات کی سب سے زیادہ متقاضی ہے کہ اب اس معاملہ کا کوئی نہ کوئی حل ضرور نکالا جائے۔ آخر قضیہ فلسطین سے تو زیادہ پیچیدہ نہیں۔ اگر حالات نے متعلقہ حکومتوں کو اس کے حل پر سنجیدگی اختیار کرنے پر مجبور کر دیا ہے تو قضیہ افغانستان کے سلسلے میں ایسا کیوں نہیں ہو سکتا۔ آخر کسے معلوم تھا کہ سعودی عرب بھی اسرائیل کو تسلیم کرنے پر آمادہ ہو جائے گا اور امریکہ بھی اسرائیل کو کھری کھری سنانے کی جرأت کرے گا۔ لیکن سیاست میں کوئی بھی بات حرف آخر کا درجہ نہیں رکھتی۔

یہ ایک واضح حقیقت ہے کہ مارشل لاء کی طوالت نے اندرون ملک سیاست دانوں اور حکومت کے درمیان فاصلہ کو لمبا کر دیا ہے۔ اگر صدر مملکت اتنے طویل عرصہ تک سیاسی سرگرمیوں پر پابندیاں جاری نہ رکھتے اور آج سے ایک سال قبل کسی نہ کسی سیاسی نظام کے تحت انتخابات کرا دیتے تو وہ ہمیشہ کے لئے ملک کی تقدیر کے مالک کس طور سے مالک بن سکتے تھے۔ اب صورت حال بدل چکی ہے۔ مارشل لاء کی طوالت سے لوگ تنگ آ چکے ہیں۔ اور اب ہر اسلامی نظام کے نفاذ میں بھی غیر ضروری سست روی سے کام لیا جا رہا ہے جس کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ اب عوام پھر سیاست دانوں کا سہارا تلاش کرنے لگے ہیں۔ چاہے یہ پیشہ ور سیاست دان ہوں یا ابتدائی۔ بہرحال ملک کے لئے سیاست اور سیاست دانوں کے بغیر گزارہ مشکل ہے۔

وطن سے دور وطنِ عزیز کی یادیں تازہ کیجئے

وطن عزیز سے ہزاروں میل دُور ہوتے کے باوجود اگر آپ وطن عزیز کی یادیں تازہ کرنا چاہتے ہیں تو اپنے محبوب

نعمت کدہ میں تشریف لائیں۔

ہمارے ریسٹورنٹ میں تازہ بتازہ، عمدہ، نفیس اور چٹ پٹے کھانے مثلاً

کڑاہی گوشت — کڑاہی چکن — توا چانپ — توا قیمہ — شامی کباب — نہاری — اور

دوسرے دیسی کھانے کھا کر آپ فخر محسوس کریں گے۔ ہمارے پیش کردہ عمدہ کھانوں، گھریلو ماحول، دیسی موسیقی اور ہماری خوش اخلاقی سے آپ بیحد لطف اندوز ہوں گے۔

ہم صرف حلال گوشت استعمال کرتے ہیں

چاندنی چوک میں چاند کا حُسن لئے

نعمت کدہ آپ کا اپنا ریسٹورنٹ ہے۔

401 DONLAND AVE.
PHONE: 423.6564

مرد آنکھ ہے تو عورت اس کی بینائی ہے۔ مرد پھول ہے تو عورت اس کی خوشبو ہے۔ — سقراط

پیغامبر
THE MESSENGER
Editor & Publisher SOHAIL AKHTAR Tel. (416) 267-8006

جہاں بینی میری فطرت ہے لیکن کسی جمشید کا ساغر نہیں میں

۱۰ر دسمبر ۱۹۸۱ء | ۹ ربیع الاول ۱۴۰۲ھ

بیگن زمین کی بھوک کا سب سے بڑا مریض

اُس شخص کا نام بیگن ہے، مناہم بیگن، اسرائیل کا وزیر اعظم اور اس شخص کے کئی روپ ہیں۔ یہودی کا یہ ان تھک انسان اپنے ایک روپ میں ابراہیمؑ، اسحٰقؑ اور یعقوبؑ کے خدا کو مانتا ہے۔ اور دوسرے روپ میں اس کا اعتماد اور اعتقاد صرف ہتھیاروں، بموں، راکٹوں اور امریکی ایف ۱۵ طیاروں پر ہے۔ اپنے ایک روپ میں وہ خاموش اور خوش وضع عادات و اطوار کا مالک ہے اور اپنے اصل روپ میں وہ ایک خوفناک دہشت گرد اور جوع الارض کا سب سے بڑا مریض ہے اور جب فلسطینی اپنے حق کے لئے فریاد کرتے ہیں تو اس شخص کے کان خود بخود بند ہو جاتے ہیں — ایک روپ میں وہ کتنا خندہ نظر آتا ہے اور دوسرے حقیقی روپ میں کتنا پست۔

اور جب واشنگٹن میں صدر ریگن نے پہلی بار اس شخص کا خیر مقدم کیا ہوگا تو ایک بار تو وہ ضرور یہ سوچ میں پڑ گئے ہوں گے — یہ شخص اس کا خیر خواہ ہے یا عالمی امن کا سب سے بڑا دشمن؟ یہ خوش قسمتی ہے کہ صدر انور سادات اور اسرائیلی وزیر اعظم بیگن دونوں ملاقات کر چکے اور بہت کم لوگ ان کو بھول سکیں گے۔

دونوں اداکار تھیں، ایک سے سٹیج پر ڈرامہ کھیلا۔ ایک کا رول اچھا اور دوسرے نے بھی اس کی تاریخ کو دہرایا۔ کیمپ ڈیوڈ میں اس ڈرامہ کے لئے امن پسندی کا لبادہ پہنا اور بغداد اور بیروت میں ہزاروں لوگوں کو تار تار کر دیا — ایک نے بڑے سٹیج پر خوبصورت کہانیاں پیش کیں اور دوسرے نے اسرائیلیوں پر کئے گئے مظالم کی داستانیں سنا کر لوگوں کا دل جیتا — ریگن کو ان کی اسٹیٹ کے بارے میں یہ بھی معلوم ہے کہ بیگن خود دوسری جنگ عظیم میں ایک خوف کی زیر زمین دہشت پسند گروہ کا لیڈر رہا ہے۔ پھر رسول ۱۹۷۷ء میں وہ اسرائیل کا وزیر اعظم بن گیا۔

اسرائیلی وزرائے اعظم نے امریکہ سے ہمیشہ بے پناہ مراعات حاصل کی ہیں۔ لیکن اس بار صدر ریگن کا انداز شاید کچھ مختلف ہو۔ وہ جانتے ہیں کہ بیگن نے عراقی ایٹمی ری ایکٹر کو تباہ کر دیا، جبکہ اس ری ایکٹر کا مقصد کلیتاً غیر فوجی تھا۔ اس نے بیروت کے بستے شہریوں پر گولیوں کی بوچھاڑ کر دی اور فلسطینی مہاجرین کی آبادکاری کے بارے میں وہ تو کوئی بات سننے کا روادار ہی نہیں اور نہ وہ مغربی ساحل کے بارے میں کسی مذاکرات کے لئے تیار ہے۔

اور ان باتوں نے اسرائیل اور امریکہ کے باہمی تعلقات میں ایک واضح لیکن نامحسوس تناؤ پیدا کر دیا ہے۔ آج امریکی شہریوں کی اکثریت اسے ایک بھرا ہوا آوارہ گرد سمجھتی ہے، جو اپنے اوپر کسی اصول، ضابطے یا قدر کو ضروری نہیں سمجھتا — ایک ذمہ دار امریکی فوجی افسر کا کہنا ہے کہ آج چھوٹے سے بڑے تک ہر انسان اس کے لئے اپنے دل میں نفرت محسوس کرتا ہے۔ تجربہ کار امریکی صحافت کا رول کا کہنا ہے کہ جب تک بیگن برسر اقتدار رہے گا مشرق وسطیٰ میں عرب اسرائیل تنازعے کا کوئی حل تلاش نہیں کیا جا سکتا۔ اب تو یہ حال ہے کہ امریکہ کی یہودی آبادی بھی جس نے ہمیشہ اسرائیل کی دامے درمے سخنے، دل کھول کر مدد کی ہے، بیگن کے بارے میں بر گمانی ہو گئی ہے۔

یہ کہنا مشکل ہے کہ آیا بیگن کو امریکی یہودیوں میں بدلتی ہوئی رائے عامہ کا احساس ہے یا نہیں۔ یہ ضرور محسوس کرتے ہیں کہ ماضی قریب میں اسرائیلی حکومت نے جس طرح امن عالم کو بار بار خطرے سے دوچار کیا ہے، اس نے امریکی حکومت کے نزدیک ان کا ساکھ کہاں تک متاثر کی ہے۔

یہاں ایک بات کا ذکر نا ضروری معلوم ہوتا ہے، اور وہ یہ کہ تمام سنجیدہ اور باشعور امریکی شہری محسوس کرتے ہیں کہ بیگن کی پالیسیوں کی تہہ میں جو جذبہ کار فرما ہے اور جو ان کے فیصلوں کے پیچھے ہے، وہ محض عرب دشمنی ہے، جس میں ذاتی نفرت کا جذبہ — اور انتقام۔

جناب بیگن نے جب ان کا خاندان نازیوں کے ہاتھوں مارا گیا اور بیگن کو قید کر کے سائبیریا پہنچا دیا گیا۔ جتنے بڑے انسانی خون کے مناظر نے بیگن کی شخصیت کے وہ تمام دروازے بند کر دیئے ہیں، جن سے اس کی کوئی بھی بہتری آ سکتی ہے۔ بیگن نام ہے نفرت، انتقام اور تشدد کے مجسم جذبے کا اور ظاہر ہے ایسے شخص سے امن اور قیام امن کے سلسلے میں کسی مثبت پیش رفت کی امید رکھنا کتنی فضول بات ہے۔

جب اس نے اپنے وسیع رہائشی گھر سے

یہاں اپنی کابینہ کے ممبروں سے کہا تھا کہ ہمارے پالیسی نے ہمیں ایک دور عالمگیر تباہی سے بچایا ہے تو در اصل وہ جنگ عظیم دوم کے واقعات کی طرف اشارہ کر رہا تھا۔ جیسے بیگن آج تک نہیں بھولا اور جس کا انتقام لینا اس نے اپنی زندگی کا نصب العین بنا لیا ہے، خواہ اس انتقام کی آگ میں وہ جل کر خود ہی کیوں نہ بھسم ہو جائے۔

صدر ریگن، اسرائیلی وزیر اعظم سے اس کے موضوع اور امن کی ضرورت پر کتنے ہی مذاکرات کیوں نہ کر لیں، انہیں یہ بات کبھی فراموش نہیں کرنی چاہیئے کہ بیگن اپنے نفسیاتی تناؤ اور کشیدگی میں صرف اپنے نظریئے کے محور ہی پر بات کرے گا۔ اس کا صرف ایک مفہوم جانتا ہے، یہودیوں کی آبادی اور غیر یہودیوں کی بربادی۔ وہ اس نقطے کے وسیع تر مفہوم سے نہ تو آشنا ہے اور نہ اس پر یقین رکھتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ اس کے نہ قول پر اعتماد کیا جا سکتا ہے نہ فعل پر۔ ایک سال میں وہ مصر کے انورالسادات کے ساتھ بیٹھ کر صحرائے سینائی سے دست بردار ہونے کا اعلان کر کے کیمپ ڈیوڈ سمجھوتے کی راہ ہموار کرتا ہے، لیکن ابھی اس سمجھوتے کی سیاہی بھی خشک نہیں ہوتی کہ وہ اس سے منحرف ہونا شروع ہو جاتا ہے — امن عالم کی راہ میں سب سے بڑا پتھر فلسطینی ہیں جن کو زندہ رہنے کا حق نہیں دینا چاہتا، اس کی شخصیت بھی ایک معمہ ہے اور اس کا فلسفہ بھی۔ اس نے ماضی اس کی راہ میں جو پتھر کھڑے کئے ہیں، انہیں ہٹانا بھی وقت طلب کام ہے۔

سچی باتیں

(از مولانا عبدالماجد دریابادی مرحوم)

فتح پور (یو پی) کے مولوی حاجی حکیم ظہور الاسلام کو گزرے ہوئے کچھ ایسا زمانہ نہیں ہوا ابھی ملوح کے سیکڑوں دیکھنے والے موجود ہوں گے ندوہ کے اجلاس کے موقع پر ان سطور کے راقم کو بھی ایک دو دن نہیں زیارت نصیب ہوئی تھی بڑے صاحب علم ہونے کے ساتھ بڑے صاحب دل بھی تھے اور تقوی اور خوف خدا کے ایک پیکر مجسم شہر میں ایک بار ہیضہ پھیلا اور لوگ چٹ پٹ ہونا شروع ہو گئے مدرسہ کے متعلق ایک دارالاقامہ بھی تھا اس کا ایک غریب پردیسی لڑکا، دور دراز بنگالہ دیس کا رہنے والا بھی مبتلا ہوا اور مولانا کو اس کی خبر ہوئی بے قرار ہو گئے اسپتال بھجوانے کے بجائے خود جا مریض کو جھٹ اپنے گھر اٹھا لائے! — ہیضہ کا مریض اور وہ بھی کوئی اپنا عزیز نہیں اسے اپنے گھر اٹھا لانا کوئی معمولی بات تھی! موت و ہلاکت کو اپنے ہاں دعوت دینا تھی! اور اب خدمت و تیمارداری مولانا نے خود شروع کی ہیضہ کے مریض کی جو گندی حالتیں ہو سکتی ہیں ان سب کو تصور میں لے آیئے اور پھر یہ سوچئے کہ مولانا خود اپنے ہاتھ سے دھلا رہے ہیں اور ایک ایک خدمت اس کی کرتے جاتے ہیں اگھر والے ایسے موقع پر ساتھ چھوڑ دیتے ہیں اور اچھے اچھے دوست منھ چرا جاتے ہیں یہ مولانا کیا بشر نہ تھے کوئی فرشتہ تھے؟

مریض کی حالت بگڑتی گئی بگڑتی گئی ادھر مولانا کی گریہ وزاری بھی بڑھتی گئی بار بار دعائیں لیتے رب اور زندگی و موت دونوں کے خالق سے

تھیں کہ اے اللہ اس پر رحم کر غریب پردیسی ہے اپنے باپ کا اکلوتا ہے ساری رات دوسرے تیماردار کہاں تک ساتھ دیتے ایک ایک کر کے رخصت ہو گئے اب تنہا دنیا کا مالک و مولا تھا اور اس کا یہ وفا شعار غلام اس سے راز و نیاز میں مصروف! راوی کا بیان ہے کہ پچھلے پہر میری آنکھ کھلی تو دیکھتا کیا ہوں کہ مولانا جا نماز پر بیٹھے زار و قطار رو رہے ہیں اور اپنے کارساز خالق کے آگے مچل رہے ہیں سرگوشی کے لہجہ میں رات کے سناٹے میں دعا کے الفاظ کچھ اس طرح کے سنائی دیئے۔

"مالک ہر چیز پر قادر ہو جو چاہو کر ڈالو، قانون قدرت تمہارا اپنا بنایا ہوا ہے جب چاہو اسے توڑ سکتے ہو۔ آخر مجھے تو سرخ رو کرنا ہے یہ بچہ پردیسی ہے میرے بھروسے پر آیا تھا، ماں باپ کا کیا حال ہوگا ... خیر اگر یوں مجھ گنہگار کی دعا قبول نہیں کرتے تو میری نذر ہی قبول فرما لو جان کے بدلے جان حاضر ہے ایک میرا اپنا بچہ ہے اسے اس کے عوض میں قبول فرما لو وہ بھی تمہارا، میں بھی تمہارا"!

اور یہ بھی سن لیجئے مولانا کے کئی بچے نہ تھے کئی بچوں کے گزر جانے کے بعد یہی ایک سات سال کی عمر کا زندہ تھا ماں باپ ہی نہیں گھر بھر کے لاڈ کا مرکز — ایک محض اجنبی کے خاطر نذر اس جگر کے ٹکڑے کی پیش ہو رہی تھی!

امتحان ابراہیم کا نہیں ایک ابراہیمی کے ظرف و تحمل کا در پیش تھا اللہ اللہ!

سحر ہو رہی تھی کہ اچانک مکان کے اندر سے کنڈی کھٹکی معلوم ہوا کہ بچہ پر دبا کا حملہ ہو گیا۔ مولانا اطمینان سے اٹھ کر اندر گئے۔ دوا پلائی تلخ خاک شہر! مولیٰ نے بندہ کی نذر قبول کر لی تھی۔ عبدیت کی کمان سے چھٹا ہوا تیر نشانہ پر پہنچ چکا تھا ادھر وہ پردیسی اچھا ہوتا گیا ادھر یہ نازوں کا پالا ہوا جیتا جاگتا بچہ جہاں تک کہ مولانا اپنے ہاتھوں جا کر اکلوتے جگر گوشہ کو سپرد خاک کر آئے۔

کرنیں

معصومہ غنی —
خدا نے بھلے ہی دنیا بنانے وقت انصاف کیا ہو، امیر لوگ جب تک دنیا میں رہتے ہیں، اس دولت پر دل کھول کر عیش کرتے ہیں۔ جب بوڑھے ہوتے ہیں تو اسے خیرات کر کے اپنے خدا کو خوش کر کے اپنی مغفرت کروا لیتے ہیں۔ جبکہ غریب بے چارے کو پیٹ کے ایندھن سے فرصت نہیں ملتی۔ اور وہ خدا کے سامنے بھی سرخرو ہو نہیں پاتا۔

ندیم بٹ —
اچھی بات حاصل کرنے کے لئے بری بات کو وسیلہ نہیں بنانا چاہیئے۔

فرخ —
ہم دنیا کے متعلق غلط اندازے لگاتے ہیں اور پھر مایوس ہو کر کہتے ہیں کہ دنیا نے ہمیں دھوکہ دیا ہے۔

شاہد —
بُرے برائیوں سے باز نہیں آتے تو اچھے اچھائیوں سے کیوں باز آئیں۔

اکرم شیخ —
نفرت ایک وحشی جانور ہے اسے شکر کی زنجیروں سے باندھ کر رکھو۔

عاصم —
صبر سے زیادہ عظیم اور بہتر نعمت کسی کو نہیں دی گئی۔

سلطان —
دل سکون خواہشات کو پورا کرنے میں نہیں بلکہ خواہشات کو روکنے میں ہے۔

انور —
بے شک دیر تک سوچو۔ لیکن سوچنے کے بعد جو فیصلہ کرو وہ اٹل ہو۔

لطیف —
پھول پاکیزہ اور خوشبودار بھی۔ لیکن اس کی ہستی اس جڑ سے ہے جو کیچڑ میں دبی ہوئی ہے

نسرین آفتاب —
دشمن سے ہمیشہ محتاط رہو اور اس کی عاجزی پر اعتماد نہ کرو۔

نوید حسین —
محبت ان سے رکھو جو نیکی کر کے فراموش کر دیتے ہیں۔ اور کوئی قصور دیکھیں تو معاف کر دیتے ہیں۔

ایم سلیمان —
اہل ہمت کے پاس مقاصد ہوتے ہیں لیکن عام لوگوں کے پاس صرف خواہشات۔

محمد طارق —
خاموشی دل کا سکون ہے اور روح کے لئے وہی درجہ رکھتی ہے جو جسم کے لئے غذا۔

ایم یونس —
قہقہوں کی آواز ہوتی ہے۔ اس لئے انہیں سب سن سکتے ہیں۔ آنسو خاموشی سے بہتے ہیں اس لئے ان کی آواز کوئی نہیں سن پاتا۔

شوکت علی —
اچھی بات خواہ کوڑے کے پلے باندھ لو۔ جب موتی کی قیمت مقرر کی جاتی ہے تو یہ کوئی نہیں دیکھتا کہ اس کو نکالنے والا شریف تھا یا رذیل!

ایم طاہر —
کسی بھائی کی حاجت برآری کرنے والا ایسا ہے گویا اس نے تمام عمر مخلوق خدا کی خدمت میں گزار دی۔

محمد اختر —
زندگی میں ہر انسان اچھے دنوں کو تلاش میں ہے وہ کبھی ان دنوں کو گلوں کی صورت میں، کبھی اس کی مہک میں، کبھی بلبل کی چہک میں، کبھی کلیوں کی چٹک میں، کبھی جگنو کے قہقہوں میں، کبھی کوئل کی میٹھی آواز میں تلاش کرتا ہے۔

VISIT US FOR best quality

INDIAN GROCERIES, FRESH VEGETABLES, NUTS, SPICES ETC.

گروسری، تازہ سبزیاں اور مصالحہ جات نہایت ہی سستے داموں پر خریدنے کیلئے ہمارے ہاں تشریف لائیں

Pirri's Dixieland Market

1108 PHARMACY AVE. (AT LAWRENCE) SCARBOROUGH

PHONE: **759-0473**

PRINTING

● عید کارڈ ● شادی کارڈ ● سہرا ● دعوت نامے ● لفافے
● لیٹر پیڈ ● فائل کور ● ہر سائز کے ڈبے ● لیبل ● بزنس کارڈ
● ناول اور رسالہ ● پمفلٹ وغیرہ کی

چھپائی کیلئے ہمیں خدمت کا موقع دیجئے۔

نوٹ: اردو چھپائی کیلئے کتابت کی سہولت مہیا کی جا سکتی ہے

آج ہی فون کیجئے۔

محمد فاروق 368-4067 656-2822 ٹورانٹو

ALAM FIVE STAR Co.

727 KING ST., WEST, TORONTO, ONT. M5V 1M9

مکان ہو یا دکان

ہر قسم کی پراپرٹی کی خرید و فروخت کے لئے ہم آپ کو بہترین مشورہ دیتے ہیں۔ آج ہی مکمل لسٹ کیلئے فون کریں یا خود ملیں

20th YEAR

REAL ESTATE SERVICE

"in a business-like way!"

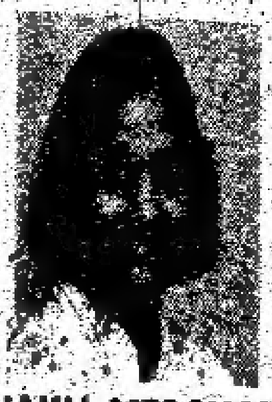

SCARBOROUGH
2300 LAWRENCE E.
(White Shield Plaza)

Bus. 751-6533
Res. 291-1805

SHAKU MERCHANT

جائزہ — افضل پرویز

پاکستان کو امریکی اسلحہ کی فروخت اور اندرا کی بے جواز بدحواسیاں

جب سے پاکستان اور امریکہ کے مابین ۳ ارب ۲۰ کروڑ کی اقتصادی امداد اور قیمت پر فوجی سامان خریدنے کا معاہدہ ہوا ہے بھارت کی وزیر اعظم نہایت بے کلی اور حقیقت سے دور باتیں کر رہی ہیں۔ حالانکہ ان کو پوری طرح علم ہے کہ اقتصادی امداد حاصل کرنا یا قیمت پر فوجی اسلحہ خریدنا کسی ملک کی خارجہ پالیسی کا حصہ ہے اور ہر آزاد و خود مختار ملک کو یہ حق ہے کہ وہ اپنی پالیسی کے خطوط اپنے مفاد کی صورت کو پیش نظر رکھ کر متعین کرے۔ اگر کوئی ملک یا سربراہ پاکستان کی خارجہ پالیسی کے خدوخال اس کی اقتصادی ضروریات یا اس کی دفاعی ضروریات کے متعلق بات کرتا ہے تو ایسا رویہ پاکستان کی خارجہ پالیسی و معاملات میں مداخلت کے مترادف ہے اور اس کو ملک کے سالمیت علی یوا این او چارٹر کی کھلی اور واضح خلاف ورزی قرار دیا جا سکتا ہے۔ کیونکہ بھارت کی وزیر اعظم یو این او چارٹر کی کسی دفعہ یا بین الاقوامی قانون کی شق کا سہارا لے کر یہ کبھی نہیں کہہ سکتیں کہ پاکستان کو کسی بھی ملک سے اسلحہ خریدنے کا حق نہیں۔

اس لئے یہ بات اعتماد و یقین کے ساتھ کہی جا سکتی ہے کہ مسز گاندھی کا محور خیال صرف ایک ہی ہے کہ وہ پاکستان کی اندرونی اور بیرونی پالیسی کو آزاد و خود مختار دیکھنا نہیں چاہتیں اور ان کی خواہش ہے کہ پاکستان اپنے عمل و طرح کے باعث ہر لحاظ سے بھارت کے ساتھ رہے حالانکہ حقیقت اور فرض شناسی کا تقاضا یہ ہے کہ وہ پاکستان کو ایک مضبوط و مستحکم ملک دیکھیں کیونکہ اس میں نہ صرف اس علاقے کا جغرافیائی مفاد مضمر ہے۔ بلکہ بھارت کی بہتری اور استحکام کے لئے پاکستان کا مضبوط اور جدید دفاع کے تمام ہتھیاروں سے مسلح ہونا ضروری ہے اگرچہ بھارت کی وزیر اعظم بار بار اس امر کا اعلان کرتی ہیں کہ وہ پاکستان کو مضبوط دیکھنا چاہتی ہیں۔ لیکن جب ان کے شور و غوغا اور واویلا پر دھیان جاتا ہے تو یہ محسوس ہوتا ہے کہ اس کے پس منظر میں ان کی اپنی شخصیت کی ہمہ گیر اور نفسیاتی کمزوریاں کارفرما ہیں۔ راقم کو پچھلے دنوں ان کی زندگی کے متعلق معروف صحافی ٹرنک موریس کے صاحبزادہ (جو صحافی ہیں) کی لکھی ہوئی کتاب پڑھنے کا اتفاق ہوا۔ اس میں ان کے بچپن ان کی پرورش کے محرکات و ماحول کا بڑی تفصیل کے ساتھ جائزہ لیا گیا ہے۔ اس کے مطالعہ سے یہ بات بھی بڑی آسانی سمجھ آ جاتی ہے کہ چونکہ اہل خاندان کے انگریز کی قید میں ہونے اور تنہائی کے باعث ان کے فکر و خیال میں ایک جذبہ حقارت اور خود پسندی پیدا ہوا۔ مسز وجے لکشمی پنڈت اس کی والدہ کے متعلق فراخ دل نہ تھی اور ہمیشہ جھگڑا رہتا۔ ان حالات میں مسز اندرا گاندھی میں خاص ذہنیت نے جنم لیا۔ آنجہانی پنڈت جواہر لال نہرو کی زندگی میں ہی وہ اپنے پتی سے علیحدہ ہو گئی تھیں اور اسی طرح آہستہ آہستہ ان کی شخصیت خود پرستی، خود نمائی، ضد اور تعصب کے سانچوں میں ڈھل گئی اور یہ جذبات

دلفسیات ان کی زندگی کے ہر پہلو و گوشہ پر حاوی ہو گئے۔ ایسا انسان جب مسند اقتدار پر بیٹھتا ہے تو اپنے جذبہ حاکمیت کو اتنا وسیع کر دیتا ہے کہ اس کی کوئی حد نہیں رہتی۔ یہ ٹھیک ہے کہ کانگرس آنجہانی جواہر لال نہرو کے زمانہ حیات میں کمزور ہو گئی تھی۔ لیکن مسز اندرا گاندھی بھارت کے اس جمہوری انداز فکر کا مظاہرہ نہ کر سکی۔ جس کی روایت اس کے باپ نے ڈالی تھی۔ چنانچہ ایمرجنسی، سخت گیر قوانین کا اجرا پہلے دور میں سختی سے کیا گیا اور اب بھی قدم بہ قدم اس منزل کی طرف گامزن ہیں اس لئے شاید یہ بات کہنی غلط نہ تھی کہ وہ ہر سیاسی معاملہ کو اپنے ہی ذہن کی افتاد کے مطابق دیکھتی ہیں۔ اس معاملہ میں جنتا پارٹی جس کا دور حکومت مختصر تھا اس کے نظریات و رجحانات کا دائرہ کار مختلف تھا۔

اب اگر واقعات کا ٹھنڈے دل سے جائزہ لیں تو بھارت کی وزیر اعظم کے لئے یہ بات سمجھنا مشکل نہیں ہو گا کہ ۱۹۷۲ء میں شملہ معاہدہ کے بعد ہندوستان اور پاکستان کے تعلقات نئی بنیادوں پر استوار ہوئے ہیں۔ اور اس معاہدہ کی افادیت سے ان کو بھی انکار نہیں۔ لیکن جیسا کہ اوپر عرض کیا گیا ہے پاکستان کے متعلق نفسیاتی مرض کا شکار ہونے کے باعث غیر منطقی و غیر معقول رویہ اختیار کر رہی ہیں۔ اور شملہ معاہدہ کی جزئیات کو نظر انداز کر رہی ہیں۔ حالانکہ شملہ معاہدہ کا مقصد صاف اور واضح ہے اور اس کے مطابق دونوں ممالک محاذ آرائی کی پالیسی کو ختم کرنے اور اس علاقہ میں امن سکون اور اسلامی سلامتی کی فضا پیدا کرنے کا ارادہ ظاہر کرتے ہیں اور ان عزائم کے حصول کے لئے یو این او کے چارٹر کے تحت اپنے تعلقات

کو استوار کرنے کا عہد کرتے ہیں۔ دونوں ممالک اپنے تنازعات و اختلافات کو گفتگو اور صلح جوئی کے ساتھ طے کرنے کا خیال رکھتے ہیں اور ایک دوسرے کی آزادی و خود مختاری میں کسی قسم کی مداخلت نہ کرنے کا عہد کرتے ہیں اور جو معاملات پچھلے ۲۵ سال سے وجہ نزاع و اختلاف ہیں ان کو گفتگو کے ذریعہ حل کرنے کے طریقہ کار کو مناسب خیال کرتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ اگر مسز اندرا گاندھی پاکستان کی اقتصادی امداد یا قیمت پر اسلحہ خریدنے کو یو این او چارٹر یا کسی بین الاقوامی قانون کی کسی شق کے خلاف سمجھتی ہیں تو وہ بڑی آسانی سے شملہ معاہدہ کے تحت گفتگو کر سکتی ہیں کیونکہ یہ دستاویز اپنی اہمیت و وسعت کے لحاظ سے دونوں ممالک کے تعلقات کو سدھارنے یا ان میں اعتدال و توازن پیدا کرنے کے لئے بنیادی دستاویز ہے مگر افسوس وہ اپنی نفسیات کے دائرہ سے باہر نکلنا پسند نہیں کرتیں اور بے ربط و بے طلب بیانات پر زور دے رہی ہیں۔

پاکستان رقبہ اور آبادی کے لحاظ سے چھوٹا ملک ہے اس لئے یہ خیال کرنا کہ وہ کسی طرح بھی بھارت کے لئے خطرہ کا باعث بن سکتا ہے بے وقوفوں کی جنت میں رہنے کے مترادف ہے۔ یا اس ہمہ پاکستان نے فراخدلی و بلند حوصلگی کا ثبوت دیتے ہوئے بھارت کے سامنے درج ذیل تجاویز رکھی ہیں۔

۱۔ دونوں ممالک کی افواج میں مناسب تخفیف اور رضامندی سے تناسب و تعین مقرر کیا جا سکتا ہے۔

۲۔ سرحدوں سے متعلق تصدیق فوجوں کی واپسی کا فارمولا۔

۳۔ جنگ نہ کرنے کا معاہدہ۔ بھارت کی وزیر اعظم فراخدلی کے ساتھ ان تجاویز کا مطالعہ کریں تو یہ بات ان پر صحیح طور پر واضح ہو جائے گی کہ پاکستان بھارت کے ساتھ جنگ کرنے کا تصور بھی نہیں کرتا۔ کیونکہ جنگ میں خطرات ہیں اور پچھلی جنگوں نے دونوں ممالک کو مایوسی اور معاشی بدحالی کے سوا کچھ نہیں دیا لیکن وہ پاکستان کی ان تجاویز کو بھی چال کہتی ہیں۔ کون سمجھائے کہ جب افواج میں کمی ہو گئی اور ان کی سرحدوں سے واپسی کر دی گئی۔ تو پھر چال کیا رہا۔ بھارت کی وزیر اعظم بڑی خوبی کے ساتھ ان لاتعداد ہتھیاروں کا ذکر نہیں کرتیں جو وہ ہر ملک سے حاصل کر رہی ہیں اور اس کے علاوہ ان کا اپنا ملک بے شمار اسلحہ تیار کر رہا

ہے جنوبی ایشیا میں حالات و معاملات کا دھارا عجیب سمت بہہ رہا ہے۔ خلیج فارس اور مشرق وسطیٰ میں امریکی فوجی اڈوں کا قیام مصر کے سادات کا قتل اور افغانستان میں روسی افواج کی موجودگی یہ سب واقعات اس امر کا تقاضا کرتے ہیں کہ نہ صرف پاکستان محفوظ ہے بلکہ بھارت کو اپنی ہمت و کوشش کا بوجھ اس خیال کے بیڑے میں ڈال دینا چاہئے کہ وہ اپنے حصہ سے قریب ہمسایہ پاکستان کے ساتھ اشتراک و تعاون کا ہاتھ بڑھائے۔ تاکہ بڑی طاقتوں کی محاذ آرائی سے اس خطہ کو محفوظ رکھا جائے۔ لیکن یہ امر باعث افسوس ہے کہ بھارت کی وزیر اعظم صلح جوئی کی پالیسی کی بجائے محاذ آرائی کی راہ اختیار کر کے دونوں ممالک کے تعلقات کو ناخوشگوار بنا رہی ہیں اور یہ بات فراموش کر رہی ہیں کہ بڑی طاقتوں کے مفاد بالکل علیحدہ ہوتے ہیں۔ وہ صرف وقت کا انتظار کرتے ہیں

محمد ضیاء

کی تجاویز پر غور کرنا چاہئے۔ اگر یہ بات نہیں تو پاکستان اور اس کے عوام یہ نتیجہ اخذ کرنے میں کوئی دقت محسوس نہیں کریں گے کہ بھارت اپنی غیر معقول روش و پالیسی کے تحت

مسز اندرا گاندھی

دورۂ یورپ سے مسز گاندھی مغربی رائے عامہ کو پاکستان کے خلاف کرنا چاہتی تھیں

جب وقت کی رفتار ان کے عزائم کے مطابق ہو جائے تو پھر دوست اور دشمن میں تمیز کئے بغیر وہ اپنے مفادات کا حصول چاہتے ہیں۔ اگر خدانخواستہ پاکستان بوجوہ کسی زد میں آ جاتا ہے تو بھارت کے لئے امن و سلامتی کے راستے بھی مسدود ہو جائیں گے ان حالات میں بھارت کی وزیر اعظم کو فراخ دلی کا مظاہرہ کر کے پاکستان

کشمیر پر نظر رکھتا ہے۔ مسز اندرا گاندھی کا موجودہ دورۂ یورپ بھارت کے مذموم ارادوں کی تکمیل کی ایک کوشش ہے جس کا ہر مقصد ہر جائز و ناجائز طریقے سے دبیہ جوڑنا، اور اس سے اسلحے کے ڈھیر جمع کرنا اور پاکستان کے خلاف بے بنیاد سفارتی اور سیاسی مہم چلانا ہے، لیکن دانایان دہر جو کہتے ہیں کہ چاہ کن را چاہ در پیش تو مسز اندرا گاندھی کو نوشتۂ دیوار بھی پڑھ لینا چاہئے۔

مختصر نویس

محکمہ ریل کے انسپکٹر نے اوورسیئر کی رپورٹ کی خامی نکالتے ہوئے کہا۔ یاد رکھو! کبھی رپورٹ طویل نہ لکھو اختصار سے کام لو۔ محکمہ ریل کو رپورٹ کی ضرورت ہے افسانے کی نہیں۔ سمجھے!

”جی اچھی طرح سے سمجھ گیا ہوں!“ اوورسیئر نے جواب دیا۔ چند روز بعد ایک ریل گاڑی سیلاب میں بہہ گئی۔ اور انسپکٹر کو اوورسیئر کی طرف سے حسب ذیل رپورٹ موصول ہوئی۔

”جہاں کبھی ریلوے لائن تھی وہاں اب دریا بہہ رہا ہے۔“

بہترین لوٹا پلیٹ

پیدائش اور اموات کے اعداد و شمار کی رپورٹ پڑھتے پڑھتے ایک حسینہ نے اپنے قریب بیٹھے ہوئے ایک نوجوان سے بڑے استعجاب کے ساتھ کہا:

”تمہیں کچھ معلوم ہے میری ہر سانس کے ساتھ ایک آدمی مر جاتا ہے۔“ اور وہ پھر رپورٹ پڑھنے لگی!

”حیرت ہے!“ نوجوان بولا۔ ”کوئی اچھا سا ٹوتھ پیسٹ کیوں نہیں استعمال کرتیں۔“

WE PUT YOU IN TOUCH WITH THE WORLD.

M & J TRAVEL

960-8348

1240 BAY ST., TORONTO.

تین چیزیں

تین چیزیں	انسان کو زندگی میں ایک بار ملتی ہیں	والدین، حسن، جوانی
تین چیزیں	کبھی چھوٹی نہ سمجھیں	قرض، فرض، مرض
تین چیزیں	خلوص دل سے کرنی چاہئیں	رحم، کرم، دعا
تین چیزیں	کسی کا انتظار نہیں کرتیں	وقت، موت، گاہک
تین چیزیں	ہر ایک کی جدا ہوتی ہیں	صورت، سیرت، قسمت
تین چیزیں	بھائی کو بھائی سے جدا کرتی ہیں	زن، زر، زمین
تین چیزیں	پردہ چاہتی ہیں	کھانا، دولت، عورت
تین چیزیں	ہر ایک کو پیاری ہوتی ہیں	عورت، دولت، اولاد

ملک گلزار حسین — الفورڈ

دنیا کی ہر چیز کا تریاق خود اسی میں مضمر ہے لیکن عورت عورت کو شکست نہیں دے سکتی — شیکسپیئر

جنگ بندی لائن کے اس پار

"کشمیر میں طاقت کا توازن ہمارے پاس ہے"

ترجمہ: ایم عجائب ملک

نیشنل کانفرنس کے نو منتخب صدر فاروق عبداللہ کا ایک بھارتی جریدے کو انٹرویو

مقبوضہ کشمیر کے وزیر اعظم شیخ محمد عبداللہ کے صاحبزادے ڈاکٹر فاروق عبداللہ مقبوضہ کشمیر کے ایک نوجوان سیاست دان ہیں۔ اپنے والد شیخ عبداللہ کے سیاسی جانشین کے طور پر وہ گزشتہ چند برسوں سے سامنے آئے ہیں انہیں حال ہی میں نیشنل کانفرنس کا صدر مقرر کیا گیا ہے۔ ریاست جموں و کشمیر کی سیاسی صورت حال کے بارے میں ان کا کیا تجزیہ ہے۔ اپنے قارئین کی دلچسپی کے لئے ہم ان کا ایک تازہ ترین انٹرویو پیش کر رہے ہیں جو بھارتی رسالے ویک اینڈ میں شائع ہوا ہے۔

سوال: کیا آپ اپنے باپ کے پسندیدہ ہیں؟

جواب: میں یہ کیونکر کہہ سکتا ہوں۔

سوال: کیا آپ ان کے اپنے اوپر اعتماد سے مطمئن ہیں؟

جواب: اگر میں مطمئن نہ ہوتا تو آج یہاں نہ ہوتا مجھے یقین ہے کہ میں ان کے اعتماد پر پورا اتروں گا۔

سوال: اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ آپ کی شخصیت کی تعمیر کر رہے ہیں؟

جواب: مجھے اپنے اوپر مکمل اعتماد ہے جو مقام مجھے ملا ہے۔ وہ میرے والد کی دعاؤں اور میرے خدا کی عنایت کی وجہ سے ہے۔

سوال: آپ کے برادر نسبتی مسٹر جی ایم شاہ کے بارے میں عام طور پر کہا جاتا ہے کہ وہ نیشنل کانفرنس کی صدارت کے لئے آپ کے انتخاب سے خوش نہیں ہیں؟

جواب: یہ بالکل غلط ہے اور یہ سب کچھ محض افترا پردازی ہے اور میرے خلاف مہم بازی کا ایک حصہ ہے۔

سوال: کیا وہ آپ سے پہلے شیخ صاحب کے زیادہ قریب نہ تھے اور آپ کے انتخاب سے ان کی حیثیت متاثر نہیں ہوئی؟

جواب: نہیں ایسا ہرگز نہیں کیا فیروز گاندھی نہرو سے زیادہ قریب تھے؟

سوال: آپ کا مطلب ہے کہ وہ زیادہ قریب نہیں ہیں۔

جواب: آدمی اس مقام پر ہوتا ہے تو رشتہ داریاں اتنی اہمیت نہیں رکھتیں کیونکہ ایسے موقع پر قومی مفادات زیادہ اہمیت رکھتے ہیں۔ جہاں تک میں جانتا ہوں جی ایم شاہ اس حوالے سے شیخ صاحب کے زیادہ قریب کبھی نہ تھے۔

سوال: آپ کے ان کے ساتھ تعلقات کیسے ہیں؟

جواب: نہایت اچھے ہیں۔

سوال: اپنے باپ سے آپ کے تعلقات کیسے ہیں؟

جواب: میں ان کا بیٹا ہوں تاہم ان کے زیادہ قریب نہیں میں انہیں باپ کے بجائے لیڈر کی حیثیت سے زیادہ جانتا ہوں ایک باغی اور جیل خانے کے قیدی کی حیثیت سے انہیں بہتر سمجھتا ہوں۔ وہ مجاہد آزادی زیادہ ہیں اور باپ کم۔

سوال: کیا آپ محسوس کرتے ہیں کہ آپ کسی چیز سے محروم رہے ہیں؟

جواب: یقیناً میں اس محبت سے محروم رہا ہوں جو باپ کی طرف سے ایک بیٹے کو ملتی ہے۔

سوال: کیا آپ نے اپنے محسوسات سے اپنے باپ کو کبھی آگاہ کیا؟

جواب: کبھی نہیں۔

سوال: تب آپ میں اور آپ کے باپ میں ولدیت کے سوا اور کوئی تعلق نہیں؟

جواب: ہم ان کا احترام کرتے ہیں اور ملک و قوم کے لئے ان کے کام کی قدر دانی کرتے ہیں میرے والد نے اپنی محبت اپنی قوم پر نچھاور کئے رکھی وہ ان کے لئے زندہ رہے۔

سوال: آپ ان کو کیا مقام دیتے ہیں؟

جواب: آپ بھی محسوس کر سکتے ہیں کہ میری نظر میں ان کا مقام کیا ہے؟

سوال: آپ یقینی طور پر ان کے نہایت قریب نظر آتے ہیں۔

جواب: جو شخص ان کے قریب ہوگا عوام اسے قبول کر لیں گے۔

سوال: یہ کس قسم کا تعلق ہے؟

جواب: یہ کام کا تعلق ہے یہ اپنا اثر دکھاتا ہے تاہم میں نہیں کہہ سکتا کہ کس طرح کام کرتا ہے۔

سوال: آپ کہہ رہے تھے کہ آپ کو اپنے والد کا مکمل اعتماد ہے۔

جواب: کسی شخص کے اعتماد کو حاصل کرنے کے لئے ان سے قریب ہونا کوئی زیادہ ضروری نہیں، آپ کا کام آپ کی اہمیت بڑھاتا ہے، میں نے عوام کے مفاد پر اپنے آرام کو کبھی فوقیت نہیں دی، ہمارے سامنے ایک طویل راستہ ہے، ہم حقیقی طور پر ابھی آزاد نہیں ہوئے! آزادی کے بعد سے لے کر اب تک صورتحال کیا بیٹا باپ کے معاملات نہیں سمجھ سکتا۔ مجھے ان کا بیٹا ہونے کا اعزاز حاصل ہے تاہم یہ مجھ پر موقوف ہے کہ میں خود کو اس اعزاز کا اہل ثابت کروں۔ میں نہیں سمجھتا کہ صرف بیٹا ہونے سے ہی تمام باتیں خود بخود ہو جاتی ہیں۔

سوال: کیا آپ کو سیاست میں پلے بوائے بننے کے لئے کہا گیا ہے؟

جواب: اگر عورتوں سے باتیں کرنا اور معاملات زندگی کو احسن طریقے سے سمجھنا ہی پلے بوائے کی تعریف ہے تو میں کہوں گا کہ یہ تعریف درست کی جائے۔ میں منافقت کا قائل نہیں۔ میں اپنے معاملات میں رکھ رکھاؤ کو برداشت نہیں کرتا۔ میں بارہ سال بیرون ملک رہا ہوں جہاں خاندان سے تعلق کا کوئی سوال نہیں تھا گھر سے باہر دیار غیر میں ہر شخص کو خود اپنے پاؤں پر کھڑا ہونا پڑتا ہے۔ تاہم سیاست میں اعتراض کرنا اور سننا ایک معمول کی حیثیت رکھتا ہے۔

سوال: کانگریس آئی کے ساتھ آپ کے تعلقات کیسے ہیں؟

جواب: برے نہیں۔

سوال: تو پھر آپ ریاست سے کانگریس آئی کو ختم کیوں کرنا چاہتے ہیں؟

جواب: میں نے صرف بخشی غلام محمد کے نام پنڈت جواہر لعل نہرو کے خط کا حوالہ دیا تھا۔ نیشنل کانفرنس کے صدر کی حیثیت سے میں مجاز نہیں ہوں کہ کانگریس آئی کے ریاست میں قیام یا خاتمے کے بارے میں فیصلہ کروں۔

سوال: آپ نے یہ کہہ کر ان کے موقف کو تقویت دی تھی کہ "اب کانگریس کو نتائج بھگتنے کے لئے تیار رہنا چاہئے"؟

جواب: یہ سچ نہیں۔ میں نے صرف یہ کہا تھا کہ ہمیں اپنے قدموں پر کھڑے ہونا چاہئے اور ہم اپنے پاؤں پر کھڑے ہو رہے ہیں۔

سوال: کانگریس آئی اور نیشنل کانفرنس میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔

سوال: کیا آپ محسوس کرتے ہیں کہ کچھ چھپایا جا رہا ہے؟

جواب: جی ہاں! میں ایسا ہی سمجھتا ہوں تاہم میں آپ پر منکشف نہیں کرنا چاہتا ریاست کی معاشی حالت کے بارے میں اکثر غلط بیانی سے کام لیا جاتا ہے اور باہر سے دھمکایا بھی جا رہا ہے......

سوال: کیا آپ کو شیخ صاحب سے یہ سب کچھ معلوم ہوا ہے؟

جواب: شیخ صاحب نے مجھے کبھی نہیں بتایا۔ میں ان کے خاندان میں پیدا ہوا ہوں کے ادغام کی تجویز کا کیا بنا؟

جواب: یہ ادغام ممکن ہے۔ سیاست میں کوئی چیز حرف آخر نہیں ہوتی۔ آپ حقائق کو اسی طرح بیان کریں جیسے کہ وہ ہیں۔

سوال: تو اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ ادغام کو خارج از امکان تصور نہیں کرتے ہیں۔

جواب: دیکھئے کب ایسا ممکن ہے؟

سوال: کیا آپ سمجھتے ہیں کانگریس آئی کو کوئی خطرہ درپیش ہے؟

جواب: آپ شیخ صاحب سے دریافت کریں میں اس بارے میں کہنے والا کون ہوتا ہوں۔

سوال: کانگریس آئی اور نیشنل کانفرنس کے تعلقات کی نوعیت کیا ہے؟

جواب: کبھی تعلقات اچھے اور کبھی تلخ بھی ہو جاتے ہیں یہ موسم کے ساتھ ساتھ ہوتا ہی رہتا ہے۔

سوال: اخبارات کے مطالعہ سے جیسا کہ ظاہر ہوتا ہے کانگریس آئی سے آپ کے تعلقات ایسے نہیں جیسا کہ بظاہر نظر آتے ہیں؟

جواب: اکثر مقامات پر اخبارات کو اپنے مفادات عزیز ہوتے ہیں۔

سوال: آپ کو مرکز کی نیت پر اتنے شکوک و شبہات کیوں ہیں؟

جواب: جب تک لوگ ہمارے مسلح ہیں ہمیں کوئی تکلیف نہیں ہے۔

سوال: شیخ عبداللہ اور اندرا گاندھی کے درمیان تعلقات اتنے اچھے نہیں؟

جواب: مجھے نہیں پتا کہ ان دونوں کے تعلقات کیسے ہیں۔ تاہم میرے تعلقات کوئی اتنے برے نہیں۔

سوال: کیا آپ سمجھتے ہیں کہ اندرا گاندھی شیخ عبداللہ کی حکومت کا تختہ الٹ کر اپنی مرضی کا آدمی لانا چاہتی ہیں؟

جواب:

اندرا گاندھی کے بیانات تو اور ہوتے ہیں تاہم ہم اسی وقت جائیں گے جب ہمارے عوام چاہیں گے۔

سوال: اگر آپ کے مقاصد وہی ہیں جو کانگریس آئی کے ہیں تو پھر "مسئلہ" کیا ہے۔

جواب: ہم بھی کانگریس آئی کے نظریات پر یقین رکھتے ہیں۔ اصل اختلاف قوت کے بارے میں ہے۔ ہم جموں اور کشمیر میں قوت رکھتے ہیں۔ مگر اندرا گاندھی کے پاس کشمیر میں قوت نہیں ہے۔

سوال: عام طور پر کہا جاتا ہے کہ شیخ عبداللہ آپ کو وزیر اعلیٰ بنانے میں دلچسپی لے رہے ہیں؟

جواب: جناب شیخ صاحب نہیں یہ کشمیر کے عوام ہیں جو وزیر اعلیٰ منتخب کرتے ہیں ۱۹۷۷ء میں اپنے زمانہ اقتدار میں جنتا نے کشمیر میں صورتحال میں کوئی تبدیلی نہیں کی تھی۔ مسز گاندھی نے کشمیر میں کسی کو وزیر اعلیٰ نہیں بنایا۔

سوال: ڈاکٹر کرن سنگھ نے اندرا گاندھی سے خواہش ظاہر کی ہے کہ وہ مداخلت کر کے شیخ صاحب کو روکیں اصل میں شیخ صاحب کشمیر کا مسئلہ زندہ رکھنا چاہتے ہیں اور اسے مرکز سے مفادات حاصل کرنے کے لئے استعمال کرنا چاہتے ہیں۔

جواب: مجھے اس بارے میں کچھ علم نہیں کرن سنگھ سے میرے تعلقات دوستانہ ہیں۔

سوال: بھیم سنگھ کہتے ہیں کہ آپ کا پبلک سیفٹی ایکٹ بھی اندرا گاندھی کے ایمرجنسی رولز کی طرح ہے۔

جواب: بھیم سنگھ تو اور بھی کچھ کہتے ہیں۔

سوال: نیشنل کانفرنس پر یہ الزام بھی ہے کہ وہ پاکستان سے تنخواہ لیتی ہے۔

شیخ عبداللہ

جواب: کیا پاکستان کسی کو فنڈ مہیا کرنے کی پوزیشن میں ہے؟

سوال: یہ بھی کہا جاتا ہے کہ افغانستان کی حمایت کر کے شیخ عبداللہ قومی مفادات سے کھیل رہے ہیں۔

جواب: کوئی بھارتی خواہ وہ پاکستان میں ہو یا نہ ہو یہ نہیں چاہتا کہ کوئی ہم پر مسلط ہو۔ اب جو کچھ ہم اپنے لئے پسند نہیں کرتے ہمیں اپنے دوستوں کے لئے بھی پسند نہیں کرنا چاہئے۔ جب ہمارے دوست خطرے میں ہوں تو کیا ہمیں ان کا پشتی بان نہیں بننا چاہئے کیا روس پر یہ دباؤ نہیں ڈالنا چاہئے کہ وہ افغانستان سے نکل جائے اور جمہوریت کا فروغ ہو۔

سوال: شیخ صاحب نے کہا ہے کہ ہم اپنے مقدر سے کھیلنے کی اجازت کسی کو نہیں دے سکتے۔

جواب: کشمیر کے لوگ اپنا تشخص چاہتے ہیں بیس سال سے لوگ ریاستی قوانین کے خاتمہ کے لئے جد و جہد کر رہے ہیں۔

سوال: نہیں صرف اس وقت تک ہی یہ احتجاج باقی تھا جب تک کہ شیخ صاحب نے اقتدار نہیں سنبھالا تھا۔

جواب: میں ایسا نہیں سمجھتا۔

سوال: کیا آپ بھارتی پہلے اور کشمیری بعد میں نہیں؟

جواب: ہم بھارتی پہلے ہیں ہم خود بھارت میں آئے ہیں آپ ہمیں بھارت نہیں لائے ہم بھارت کا حصہ ہیں مگر ہم ایک حساس حصے میں رہتے ہیں یہ ہمارے گھروں کے تحفظ کا سوال ہے کہ آرٹیکل نمبر ۳۷۰ کو آئین میں کیوں شامل کیا گیا۔

سوال: آپ کہتے رہے ہیں کہ آپ بھارتی ہیں تو آپ بھارتی قوانین کے خلاف کیوں ہیں کیا اس لئے کہ وہ آپ کے مفاد کے منافی ہیں؟

جواب: میں اس کا جواب نہیں دے سکتا۔

سوال: مگر یہ قوانین ایک عرصے سے لاگو ہیں کیا وہ آپ کے مفادات سے ٹکراتے ہیں؟

جواب: کسی شخص کو یہ اختیار نہیں کہ وہ اس کے مقام کو چیلنج کرے اس لئے ہم ان قوانین کی تنسیخ چاہتے ہیں۔

سوال: آپ یوں بات کر رہے ہیں جیسے آپ باہر سے آئے ہوں۔

جواب: کشمیر کی حالت بھارت کے دوسرے صوبوں کی طرح نہیں وہ دوسرے صوبوں میں ۹۰ فیصد مسلمان نہیں۔

سوال: کیا آپ صدارتی جمہوریت پر یقین رکھتے ہیں؟

جواب: میں اس موضوع پر کچھ نہیں کہنا چاہتا میں خود کو مشکل میں نہیں ڈالنا چاہتا کیونکہ یہ مسئلہ ایک وسیع میدان ہے۔

M & J TRAVEL

1240 BAY ST., TORONTO, ONTARIO, CANADA M5R 2A7 TEL. (416) 960-8348 – 960-8475

INFLATION FIGHTERS FOR FANTASTIC SAVINGS

FRESH

LAMB

lb. 1.79

حاجی محمد اسمٰعیل کو
آج ہی فون کیجیے
فون نمبر 461-2839

ہر قسم کی کھانے پینے کی اشیا مثلاً آٹا، چاول
دالیں لذیذ اور عمدہ مصالحہ جات، تازہ سبزیاں اور
دوسرا سامان حاصل کرنے کے لیے ہماری خدمات
حاصل کر کے وقت اور پیسہ بچائیے۔
بہترین اور فوری سروس دیانتداری ہماری اہم خصوصیات ہیں

HOUSE OF HALAL MEAT
803 Danforth Avenue
Toronto, Ontario
Please Call ISMAIL At
461-2839

ہم ایک ساتھ نشوونما پا رہے ہیں

کینیڈینز۔ جو مختلف تہذیب لئے یہاں آئے ہیں وہ ہمارے اس عالیشان ملک کے قابلِ فخر شہری ہیں اور ایک ساتھ نشوونما پا رہے ہیں۔

دس سال پہلے حکومت نے ان تہذیبوں کو سراہتے ہوئے ملٹی کلچرل ازم کی پالیسی مرتب کی تھی۔ ایک دوسرے کی تہذیب کی حوصلہ افزائی کرنا حکومت کا فرض تھا۔ جس کے نتیجہ میں ہم آج ایک اچھے قوم کے نام سے یاد کئے جاتے ہیں۔

GROWING TOGETHER
ANNIVERSARY
MULTICULTURALISM CANADA
MULTICULTURALISME CANADA
ANNIVERSAIRE
S'ÉPANOUIR ENSEMBLE

اس دسویں سالگرہ پہ ہم مزید ذمہ داریاں محسوس کرتے ہیں۔ تاکہ مستقبل کو مزید تابناک بنایا جائے آئیے ہم سب مل کر ماضی، حال اور مستقبل کی ان خوبیوں کو ایک ساتھ منائیں۔ ایک اچھا مستقبل جو ہمارے اس ملک کو مزید بہتر بنا دے گا۔ اس لیے کہ ہم ایک ساتھ پھولتے پھلتے رہے ہیں۔

Canadä

Minister of State Multiculturalism
Ministre d'État Multiculturalisme

میرے کشمیر

ایک مدت سے محکوم تھے ہم وہاں
کوئی فریاد سنتا نہ آہ و فغاں
ظالموں نے جلائے تھے سب آشیاں

کل تھی اپنی خطا اور نہ تقصیر اب
میرے کشمیر اے ارضِ جنت نظیر

تیری فرقت کے صدمے اٹھائے بہت
اشک یادوں میں تیری بہائے بہت
تیر ظالم نے ہم پر چلائے بہت

لے کے نکلے ہیں ہاتھوں میں شمشیر اب
میرے کشمیر اے ارضِ جنت نظیر

تیرے دیوانے جانوں کو واریں گے اب
تیرے دشمن کی گردن کو ماریں گے اب
تیرے بے داد دو زخ سدھاریں گے اب

توڑ دیں گے غلامی کی زنجیر اب
میرے کشمیر اے ارضِ جنت نظیر

قید اغیار سے اب چھڑائیں گے ہم
تجھ پہ پرچم ہلالی اٹھائیں گے ہم
اور من کی مرادوں کو پائیں گے ہم

جاگ اٹھے گی اپنی بھی تقدیر اب
میرے کشمیر اے ارضِ جنت نظیر

راجہ تبسم ایم اے

جن پہ تیرے ہاتھ کی خوشبو آج بھی مہکی ہے
پیار بھرے وہ نامے میری دنیا ہے جاگیر ہیں

جو دل جلائے اس پہ چلے ہے زور یا خوش ہو دلا
اپنے ہاتھ میں کیا ہے خالد بس دو چار لکیریں

MESSENGER
FORTNIGHTLY NEWSPAPER
پیغامبر
SOHAIL AKHTAR
Tel. (416) 267-8006
VOL. 5 NO. 23

آپ کی بچت ——— ہماری تجارت ہے
آپ کا اطمینان ——— ہماری کامیابی ہے

INDIAN GROCERIES AND SPICES

1975 LAWRENCE AVE. EAST
SCARBOROUGH, ONTARIO, CANADA.
(416) 752-7157

724 WILSON AVENUE
DOWNSVIEW, ONTARIO, CANADA
(416) 630-4335

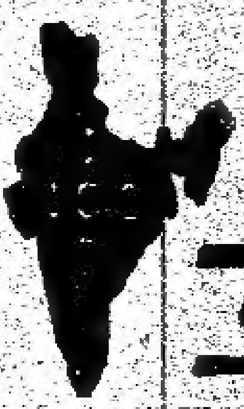

HEAD OFFICE
4807 WAST NORTH AVENUE
MILWAUKEE, WISCONSIN 53208
USA (414) 871-2070

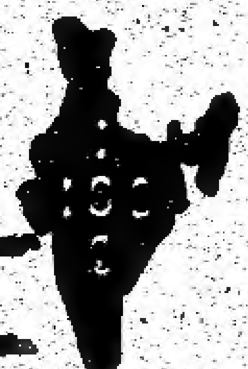

WHOLESALE RETAIL MAILORDER

ہم آپکے خوشگوار سفر کے ضامن ہیں

Air France to PAKISTAN & India

ائیر فرانس کے ذریعے اپنے سفر کو خوشگوار بنائیے

پاکستان کیلئے سب سے زیادہ رعایت دینے والی
ائیر لائن ائیر فرانس کی ٹکٹ کیلئے
آج ہی ظہیر مودی یا محمد جاوید پال کو فون کیجئے

M & J TRAVEL

نہایت سستے ٹکٹ

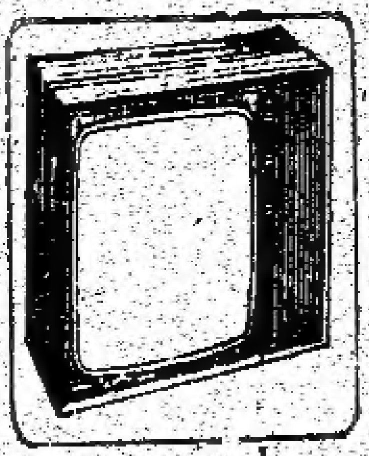

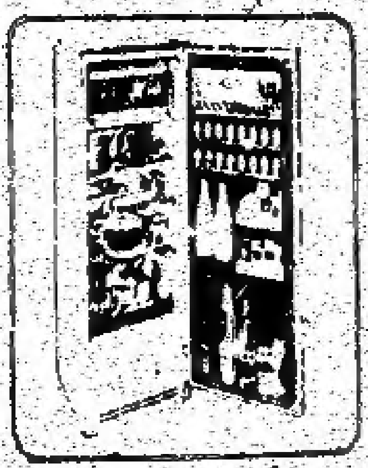

پرسنل ایکسپورٹ سکیم کے تحت

بجلی کا ہر قسم کا سامان مثلاً
• ریفریجریٹر • ٹیلی ویژن • گیزر
• واشنگ مشین • ائیرکنڈیشنر
اور دنیا کی شہرت یافتہ کمپنیوں کا دیگر
بجلی کا سامان

960-8348

پاکستان بھجوانے کے لیے
ہماری خدمات سے فائدہ اٹھائیں!
ہماری قیمتیں نہایت مناسب اور سروس اعلیٰ ہے!
ہمیں خدمت کا موقع دے کر وقت اور پیسہ بچائیے

ظہیر مودی یا محمد جاوید پال سے آج ہی رابطہ قائم کیجئے
فون نمبر 960-8348
960-8475

M & J TRAVEL

1240 BAY ST., TORONTO, ONTARIO, CANADA M5R 2A7
TEL. (416) 960-8348 — 960-8475